الاعتقاد فی الامامة

مؤلف

قبلہ مولانا ناصر حسین فیض آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پمفلٹ نمبر ۱

الاعتقاد فی الامامۃ

مولفہ

قبلہ مولانا ناصر حسین صاحب فیض آبادی

نارووال

من جانب

انجمن عباسیہ شیعان نارووال

مخلصانہ اپیل

برادران ایمانی کے نام

آج جب کہ زمانہ بسرعت راہ ترقی پر گامزن ہے۔ ہر قوم ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتی ہے۔ معیار زندگی بلند کرنے کے لئے طرح طرح کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے شیعہ قوم خواب خرگوش میں پڑ رہی ہے۔ ضرورت ہے قوم کا ہر فرد اصلاح کیلئے قدم بڑھائے اور تبلیغ مذہب حقہ کے لئے درسگاہیں لائبریریاں، اور عام فہم مذہبی لٹریچر کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ اور ان رسومات قبیحہ جن کا انعقاد زمانہ سے رسماً چلا آ رہا ہے۔ اور فی زمانہ بے سود ہے ان کو ترک کر کے اس لاتعداد روپیہ کو ان مقاصد کے لئے وقف کریں۔ تاکہ اس تاریک ماحول کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو۔ ہم وقت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے میدان عمل میں آئے ہیں۔

پمفلٹ نمبر ۴ الاعتقاد فی الامامت آپکے پیش نظر ہے۔ اس سے قبل التوحید۔ العدل۔ النبوت۔ چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں۔ ضرورت ہے قوم اس کار خیر میں سرگرم حصہ لے۔ جیسے کہ شیخ نہال دین علی صاحب کلاتھ مرچنٹ اعظم مارکیٹ نے تبرک فنڈ کو اس مقصد کیلئے وقف کیا۔

الداعی الی الخیر سیکرٹری شعبہ نشر و اشاعت انجمن عباسیہ شعیان نارووال ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ : اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحبان امر کی۔ جو تم سے ہیں ۔۔۔ تمام مسلمانوں کو بعد خاتم المرسلین کے حکم ہوا ہے۔ کہ وہ اولی الامر کی اطاعت کریں۔ اطاعت دو قسم کی ظاہر ہوئی ہے۔ ایک اللہ کی جو کہ اصل ہے۔ دوسری رسول کی اور اولی الامر کی جو کہ خدا کے حکم سے ہے۔ واجب ہے۔ اب مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ دوسری اطاعت جو کہ رسول کی ہے۔ وہ خدا کے حکم سے ہے۔ اور اولی الامر کی وہ بھی خدا کے حکم سے ہے۔ تو اولی الامر سے مراد کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اگر اولی الامر سے مراد بادشاہ ہیں۔ تو بادشاہ یقیناً نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ذاتی مفاد کے لئے اکثر ظلم کرتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں تو کوئی بادشاہ موجود نہیں ہے جو لوگ صاحبان حکومت ہیں۔ یا پہلے رہے ہیں۔ وہ اکثر غلط کار ثابت ہوئے ہیں۔ ان سے دین کا کوئی فائدہ ثابت نہیں ہوا ہے۔ بلکہ وہ بندوں پر اپنے مفاد کے لئے ظلم ہی کرتے رہے ہیں۔ کیا ظالموں کی اطاعت کے لئے خدا حکم دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ خدا تو ظالموں پر لعنت کرتا ہے۔ خدا تو ہمیشہ پاکیزہ لوگوں کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ اب اگر لوگ یہ کہیں۔ کہ اولی الامر سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو کہ امت کے چنے ہوئے خلفاء ہیں۔ تو یہ بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ مگر اولی الامر تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جن کو خدا نے مقرر کیا ہے۔ ورنہ لوگوں کے چنے ہوئے خلفاء اکثر غلط ثابت ہوئے ہیں۔ یا لوگوں نے اکثر جلد بازی میں غلط کاروں کو چن لیا ہے۔ اسی انتخاب کو غلط ثابت کرنے کے لئے امام حسین علیہ السلام نے

اتنی بڑی قربانی دی ہے۔ جس قربانی کو ہر سال زمانہ یاد کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ یزید
کو تمام امت نے مل کر متفق ہو کر اولی الامر بنا لیا تھا۔ اس یزید کے لیے تینوں مفروضہ
طریقوں پر عمل کر کے خلیفہ بنا لیا تھا۔ اس پر اجماع اور شوریٰ اور نص ہر تینوں طریقے
سے عمل کر کے اس کے باپ امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔
لیکن ایک اکیلے امام حسین علیہ السلام نے آواز بلند فرمائی۔ کہ میں اسکی اطاعت نہ کرونگا
اگر لوگوں کے اجماع یا مشورہ یا سابقہ خلیفہ کی نص قائل اتحاد ہوتی رہیا اس طریقہ
سے کوئی اولی الامر بنا ہوتا۔ یا ان طریقوں سے اولی الامر بنانا جائز ہوتا۔ تو امام حسین
ضرور یزید کو اولی الامر مان لیتے۔ یہ اتنا عظیم واقعہ قربانی کا دنیا میں ظہور پذیر نہ ہوتا۔
لیکن اس موقعہ پر جبکہ لوگوں کے مفروضہ آئین خلافت و امامت ایک جگہ جمع ہو گیا
تو آپ نے اس موقعہ پر جنت وقعہ آئین کو توڑ دیا۔ اور ظاہر کر دیا۔ کہ ان تینوں طریقہ
سے کوئی اولی الامر نہیں بن سکتا ہے۔ بلکہ اولی الامر ہونے کا طریقہ سنت الٰہی کے
مطابق ہوگا۔ جیسا کہ پہلے نبیوں کے زمانہ میں تھا۔ اسلئے کہ بعد رسول اللہ جتنے بھی
امتی ہوئے۔ سوائے چند منصوص و مخصوص من اللہ کے سب ہی کچھ نہ کچھ گناہ گار
تھے۔ یا غیر معصوم تھے اور اگر ان کو منہ سے معاف کر دیا تھا۔ اور جنتی تھے۔ تو
بھی غیر معصوم تھے۔ اور غلطی کا امکان تھا۔ کیونکہ یزید کے زمانہ میں تقریباً تیں سو
سے زیادہ اصحاب رسول موجود تھے۔ جو یزید کے اطاعت گذار ہو گئے۔ اور حسین
کا ساتھ نہ دے سوائے چند اصحاب کے مثلاً حضرت جون غلام ابوذر یا حضرت
بریر و حبیب ابن مظاہر کے۔ ورنہ رسول کے باقی تمام اصحاب یا تو یزید کے اطاعت
گزار ہو گئے۔ یا گھروں میں خاموش رہے حسین کا ساتھ نہ دیا۔ ان باتوں سے ظاہر

ہوتا ہے۔ کہ انسان اگرچہ اصحاب رسول ہی کیوں نہ ہو۔ غلطی ضرور کر بیٹھتا ہے۔
اسلئے اطاعت تو سوائے اللہ کی یا اللہ کے حکم سے رسول کی یا اولی الامر جو رسول کی طرح
سے ہو۔ اور کسی کی نہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہے۔ جو کہ دین میں جائز نہیں
ہے۔ اسی لئے اللہ نے کئی موقعہ پر حکم دیا ہے۔ کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
اطاعت (تابعداری) کرو اللہ کی۔ اور اطاعت کرو رسول کی باقی اور کسی کی اطاعت کا
ذکر نہیں ہے۔ لیکن ایک آیت میں خاص طور سے اولی الامر کی اطاعت کا ذکر کر دیا گیا
ہے۔ اسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ اولی الامر بھی خدا اور رسول کا مقرر کردہ ہوگا۔
اور اس کی اطاعت گویا رسول کی اطاعت ہوگی۔ کیونکہ لفظ اطاعت خدا کے لئے اور
ہے۔ اور لفظ اطاعت رسول کے لئے اور اولی الامر کیلئے مشترک ہے۔ اسکا مطلب
یہ ہے کہ جس قسم کی اطاعت رسول کی ہے۔ اسی قسم کی اطاعت اولی الامر کی ہے۔
ظاہر ہے۔ کہ اب اولی الامر جو کہ خاطی ہے۔ اس کی اطاعت رسول جیسی اطاعت نہ ہوگی
بلکہ وہ اولی الامر جو کہ خدا اور رسول کی طرف سے مقرر کردہ ہوگا۔ اس کی اطاعت گویا
رسول کی اطاعت ہوگی۔ اسلئے رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے میری اطاعت
کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔ کیونکہ رسول اللہ کو اللہ نے مقرر کیا تھا۔ اسی
طرح جو رسول اللہ کے مقرر کردہ ولی الامر کی اطاعت گویا رسول اللہ اور اللہ کی اطاعت
ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اولی الامر سے مراد صرف وہ لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو کہ اللہ
رسول کے مقرر کردہ ہیں۔ اب قابل غور یہ بات ہے۔ کہ آیا بعد رسول اللہ، اللہ
نے کسی کو اپنی طرف سے ہادی مقرر فرمایا ہے۔ کہ نہیں۔ اللہ نے تو صاف حکم
[illegible] دیا ہے۔

اپنے رب کے حکم سے اور نہ اطاعت کرو ان میں سے جو کہ گنہگار اور کفر کرنے والے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلق گنہگار یا کفر کرنے والا ہو۔ اسکی اطاعت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ لہذا مسلمان کے لئے اطاعت سوائے معصوم من اللہ کے اور کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ بعد رسول اللہ کوئی ایسا اولی الامر ہو۔ جو کہ من جانب اللہ ہو۔ اب معلوم کرنا چاہئے۔ کہ بعد رسول اللہ ہادی و اولی الامر کون لوگ ہیں۔ جن کی اطاعت واجب لازم ہے۔ قرآن سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعد رسول اللہ بھی کچھ لوگ من جانب اللہ ہیں۔ لیکن آیات متشابہات کی وجہ سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے ہیں۔ قرآن نے صاف صاف بیان کردیا ذرا غور کرنے سے معاملہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور صراط المستقیم دکھائی دیتا ہے۔ جس کا جی چاہے۔ صراط المستقیم پر قائم ہو جائے۔ اب میں قرآن سے چند آئتیں لکھتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ بعد رسول بھی کچھ ہستیاں ہیں۔ جن کی اطاعت واجب ہے۔ اور وہی اولی الامر من جانب اللہ ہیں۔ پہلی آیۃ :۔ الذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک هم المتقون۔ وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے آیا۔ اور جس نے اسکی تصدیق کی وہی متقی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کی تصدیق کرنے والا تو خاص ایک شخص ہے۔ جس نے کہ مکمل تصدیق کی ہے۔ اور اس کی تصدیق خدا نے قبول کی ہے۔ اور ایسی تصدیق کی حضاب کوئی شک نہیں ہے۔ وہ تصدیق کرنے والا بقول ابو نعیم و ابن منازلی بروایت ابو ہریرہ جناب امیر حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یہ سنت الہٰی ہے۔ کہ ہر نبی کی تائید کے لئے کوئی نہ کوئی اپنی طرف سے مصدق پہلے سے مقرر فرماتا رہا ہے۔ اسی سنت کے مطابق اللہ نے جناب امیر کو فطری مسلمان

پیدا کو کے اپنے رسول کا مصدق بنایا۔ اور معصوم قرار دیا۔ دوسری آیۃ :۔ افمن کان
علیٰ بینۃٍ من ربہٖ ویتلوہ شاھدٌ منہ :۔ کیا وہ شخص جو کہ اپنے رب کی طرف
سے بینہ اسلامی رایمانی دلائل پر ہے۔ خدا کی طرف سے اس کے پیچھے آنے والا اس کا
شاہد ہے۔ اسی لئے ہے۔ اس سے دو شخصیتیں ظاہر ہیں۔ اول رسول اللہ جو کہ بینہ خداوندی
پر ہیں۔ اور دوسرا آنے والا شاہد جو کہ تالی رسول ہے۔ ویتلوشاھد منہ سے
ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آنے والا بھی من جانب اللہ جو کہ اللہ کی طرف سے شاہد بنایا گیا ہے
وہ بقول مفسرین کے جناب امیر علیہ السلام ہیں۔ دیکھیں۔ تفاسیر مثلاً ابن عساکر ثعلبی
وسیوطی کی خصوصاً فی امرالمنثور وغیرہ اور مضبوط راوی عاد بن عبداللہ الاسیدی اور ان
کے علاوہ بھی کافی روایتیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے آپ مصدق قرار پائے تھے۔ اس طرح آپ
رسول اللہ کے تالی پیچھے آنے والے قرار پائے۔

تیسری آیت :۔ السابقون السابقون اولئک المقربون :۔ پہلوں سے
پہلے وہی مقرب ہیں۔ پہلوں سے پہلے بھی آپ ہی ہیں۔ اس لئے کہ آپ یعنی جناب امیر
علیہ السلام سابق فی العلم وسابق فی العمل ہیں۔ کیونکہ مصدق وتالی رسول ہیں۔ دیکھیں تفاسیر
ابن مردویہ راوی اس کے ابن عباس ہیں۔ جو کہ مفسر اعظم فی الاسلام ہیں۔ وہ بیان کرتے
ہیں کہ سابقون السابقون سے مراد جناب حضرتِ امیر علی علیہ السلام ہیں

چوتھی آیت :۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم :۔
اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحب الامر کی جو تم میں سے ہو
خوارزمی لکھتے ہیں۔ عبدالغفار بن قاسم روایت کرتے ہیں۔ کہ اولی الامر سے مراد جناب
امیر علیہ السلام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ نے اولی الامر معصوم ہی کو قرار دیا ہے۔

پانچویں آیت :- ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریہ :- وہ لوگ جو ایمان لائے ۔ اور عمل صالح کئے ۔ وہی خیر البریہ ہیں ۔ بظاہر آیت عام ہے ۔ کہ جو بھی ایمان لا کر عمل کرے ۔ وہی خیر البریہ ہے ۔ اور ہو سکتا ہے ۔ یہ اللہ کی رحمت ہے ۔ کہ ہر بات فیضانِ عام کیلئے عام کر دی ہے ۔ تاکہ لوگ کوشش کر کے درجات حاصل کریں ۔ لیکن کامیابی تو خدا کی طرف سے ہے ، اور کوشش بندوں کی طرف سے ہے ۔ کامیاب ہونے والوں کا اعلان اللہ نے کر دیا ہے ۔ وہ کامیاب ہونے والے منجانب اللہ اہل بیت اطہار ہو چکے ہیں ۔ خصوصاً جناب امیر علیہ السلام کہ جن کا اعلان ہو چکا ہے ۔ دیکھیں تفاسیر مثلاً ابن عساکر ، خوارزمی راوی اس کے جابر بن عبداللہ ہیں ۔ کہ خیر البریہ جناب امیر علیہ السلام ہیں ۔

چھٹی آیت :- وکفی باللہ شہیداً بینی و بینکم و من عندہٗ علم الکتاب :- اور کافی اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہ شخص جس کو پاک کتاب کا علم ہے ۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ ایک شخص ایسا موجود تھا ۔ رسول اللہ کے وقت جو کہ پوری کتاب کا علم رکھتا تھا ۔ کہ علم الکتاب سے مراد کامل کتاب ہے ۔ وہ سوائے جناب امیر علیہ السلام کے کوئی نہیں تھا ۔ جو کہ زمانہ رسول اللہ یا بعد رسول اللہ کے کوئی ایسا آدمی آپ کی طرح علم کا دعویدار ہو ۔ آپ کے مقابل کوئی عالم اس امت میں پیدا نہیں ہوا ۔ اور مفسرین نے درمن عندہٗ علم الکتاب سے مراد جناب امیر لکھا ہے ۔ دیکھیں درمنثور وغیرہ بالترتیب ۔ [illegible] اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا تھا ۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا میں علم کا شہر ہوں ۔ اور علی باب العلم ہیں ۔ دنیائے اسلام میں [illegible] بہا [illegible]

نہ ہوا۔ اگر ہوا ہے تو اہل بیت اطہار میں حسنؑ و حسینؑ و باقی امام ہوئے ہیں۔ جو کہ
معصوم تھے۔ و صاحب القاء و الہام تھے۔

ساتویں آیت:۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطھرکم تطھیرا:۔ تحقیق کہ اللہ نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اے رسول اللہ
اللہ تم سے رجس کو دور رکھے۔ اور تمہارے اہل بیت سے رجس کو دور رکھے۔ اور
پاک رکھے۔ جو کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ رجس۔ سے مراد ہر قسم کی لغزشیں ہیں۔ اور
لغزشیں جہالت سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے اہل بیت کو ہر قسم کی جہالت سے پاک
رکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اہل بیت ہی وہ لوگ ہیں۔ جو کہ صاحبان علم لدنی
ہیں۔ جو کہ خدا کے مقرر کردہ ہیں۔ وہ ہادی دین احادیث متواترات سے ظاہر ہیں۔
کہ وہ بعد رسول اللہؐ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ ہیں دیکھیں ازالۃ الخفا مصنفہ شاہ ولی
اللہ و ارجح المطالب و دیگر تفاسیر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعد رسول اللہ
ہادیان دین یہی حضرات ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ لیکن یہاں
گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے میں اکتفا کرتا ہوں۔ اب یہ غور کرنا چاہیے۔ کہ اگر بعد
رسول اللہ اگر کسی ہادی کی ضرورت نہ تھی۔ تو لوگوں نے امامت و خلافت میں اتنا
جھگڑا کیوں کیا۔ جس کا جی چاہتا۔ کسی کو مانتا یا نہ مانتا۔ اور لوگوں نے غلط یا صحیح حدیثیں
بنا بنا کر چلینے نہ ڈالے۔ اور کچھ خود بخود اولی الامر بن بیٹھے۔ اگر قرآن سے بعد
رسول اللہ کسی کی گنجائش نہ ہوتی۔ تو شروع ہی میں خلافت کی بنیاد نہ ہوتی۔ اور
نہ کوئی خلیفہ بنتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعد رسول اللہ لوگوں نے ایک ہادی کی
ضرورت محسوس کی۔ اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ہادی چن لئے۔ [illegible]

کہ ہادی خدا خود مقرر کرے۔ لیکن لوگوں نے الٹی چال چل کر ہادی خود بنا ڈالے حالانکہ خدا نے فرمایا تھا۔ کہ جس طرح پہلے میں خلیفہ مقرر کرتا تھا۔ اسی طرح اے رسول تمہارے بعد خلیفے مقرر کرونگا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے :۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم ولیمکننّ دینہم الذی ارتضیٰ (الی آخرہ) اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ مومنین اگر تم لوگ عمل صالحات کروگے تو ضرور تم میں سے خلیفہ مقرر کئے جائیں گے۔ جس طرح پہلے خلیفہ مقرر کئے گئے۔ تاکہ اللہ کا دین قائم ہو۔ اور امن قائم ہو کیونکہ دین خدا امن ہی کے لئے قائم ہوا ہے۔ آدم سے لے کر خاتم تک تو اللہ خلیفہ مقرر کرتا تھا۔ اور بعد خاتم المرسلین اسی طرح خلیفہ مقرر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اللہ کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے اللہ نے بعد رسولؐ خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور اسکا وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ کیونکہ دین کے قیام کے لئے ہمیشہ خلیفۃ الرسولؐ دنیا میں رہے گا۔ تاکہ اسکا دین قائم رہے۔ رسول اللہؐ نے اپنے زمانہ میں اعلان فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد خلافتیں ہیں۔ لوگوں نے اس کو حاصل کرنے کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کئے چاہیے تو یہ تھا۔ کہ خدا کے آئین کے مطابق بعد رسول چلتے۔ لیکن اللہ کے آئین کو چھوڑ کر کبھی اجماع اور کبھی شورہ اور کبھی ذاتی نص پر عمل شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ باتیں ساری کی ساری بدعت تھیں۔ کیونکہ پہلے الہامی کتابوں میں نہ تھیں۔ اور نہ قرآن سے ثابت ہیں۔ اسلئے اللہ نے پہلے طریقہ سے خلافت کا وعدہ کیا تھا۔ پہلے خلافتیں جتنی ہوئی ہیں۔ ان کو اللہ نے مقرر فرمایا تھا۔ کبھی اجماع یا شورہ وغیرہ سے کبھی خلافتیں نہ تھیں۔ اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ وہ حدیثیں یا عمل رسولؐ یا قرآن کی آیتیں جو کہا جاتا ہے

ے متعلق ہیں ۔ اور خلافت کے متعلق جو کہ رسول اللہؐ کا اعلان ۔ من کنت مولاہ فھذا
علی المولا ۔ جس کا میں مولا ہوں یا حاکم ہوں ۔ اس کا علیؑ حاکم ہے ۔ علی یقیناً حاکم
تھے ۔ بعد رسولؐ کیونکہ نفس الرسولؐ تھے ۔ اور سب سے زیادہ عالم تھے ۔ اور اس
ت میں بمنزلہ ہارون و طالوتؑ تھے ۔ کیونکہ بسطۃ فی العلم والجسم
کے مصداق تھے ۔ اور صاحب قوت ایسے تھے ۔ کہ جس سلیمان کے زمانے میں علم
ے ذریعے آصف برخیا تخت بلقیس کو چشم زدن میں حضرت سلیمان کے پاس لے
ئے ۔ جیسا کہ قرآن میں ہے ۔ قال : من عندہ علم من الکتاب انا
تیک قبل ان یرتد علیک : ۔ آصف نے کہا ۔ کہ اے سلیمانؑ میں
چشم زدن میں لے آؤنگا ۔ کیونکہ آصف کو بعض کتاب کا علم تھا ۔ اسلئے
ہر اہم پر قادر تھے ۔ تو حضرت علی کو تو کل کتاب کا علم تھا ۔ اسلئے وہ بھی ہر
اہم پر قادر تھے ۔ چاہے وہ کتنی مشکل موقعہ ہو ۔ اور آپ کے ہر عمل سے
ظاہر ہے ۔ کہ آپ مقابلہ میں دنیا کا کوئی انسان علم و عمل میں برابری نہ کر سکا
ایسے آدمی کے ہوتے ہوئے جب کہ رسول اللہ اپنا نفس اور بھائی بنا کر مولیٰ
و حاکم ہونے کا اعلان کردیا ہو ۔ دوسرا خلیفہ یا ہادی بنانا جائز نہ ہوگا ۔ لوگ
کہتے ہیں ۔ کہ اطیعو اللہ و اطیعو الرسولؐ و اولی الامر منکم : ۔
اولی الامر سے مراد زمانے کے بادشاہ ہیں ۔ جب تک وہ سیدھے راستے پر
چلیں ۔ اسوقت تک ان کی مانو ۔ ہم کہتے ہیں ۔ کہ اولی الامر وہ ہے ۔ جو کہ خدا اور
رسول کے خلاف کبھی چلتا ہی نہیں ۔ اگر دنیاوی اولی الامر ہوگا تو وہ تنازعہ
کرنے والوں کو ڈنڈے کے زور سے سیدھا کریگا ۔ خدا و رسول کی طرف

رجوع کرنے کا موقعہ ہی نہ دے گا۔ جیسا کہ پہلے ہزاروں بار ہو چکا ہے۔ بلکہ
قرآن کی آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولی الامر وہی ہے۔ جو کہ خدا و رسولؐ کے
معاملہ میں۔ یا مومنین کے معاملہ میں کبھی ایسا تنازعہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جو کہ حکم رسولؐ
کے متضاد ہو۔ کیونکہ اولی الامر کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے جس طرح کہ تنازعہ
کے موقعہ پر خدا اور رسول کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے۔ مثلاً جس طرح کہتا ہے:
فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والی الرسول ان کنتم
مومنین :- پس جب آپس میں تم لوگ جھگڑا کر بیٹھو کسی معاملہ میں تو اللہ
اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم لوگ مومن ہو۔ اس آیت سے یہ نہیں مراد ہے کہ
تم لوگوں سے اور اولی الامر سے جھگڑا ہو جائے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ جب تم لوگ کبھی آپس
میں جھگڑا کر بیٹھو تو اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو۔ اسی طرح دوسرے مقام پر حکم ہے
کہ جب کوئی معاملہ آن پڑے تو تم لوگ رسول اللہ اور اولی الامر کی طرف رجوع کرو۔ مثلاً:
واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول
والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم :- اور جب
ان لوگوں کے پاس کوئی امن یا خوف کی بات آتی ہے۔ تو پھیلا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ لوگ
اسی بات کو رسول اللہ کی طرف یا اولی الامر کی طرف [illegible] یعنی رجوع کرتے تو
ضرور جان لیتے۔ کہ وہ تحقیق استنباط کرتے ہیں [illegible] ان میں سے۔ کیونکہ صاحب
حکم صاحبان علم لدنی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا۔ کہ جس طرح بوقت تنازعہ خدا اور رسول
کی طرف رجوع کا حکم ہے اسی طرح اولی الامر کی طرف رجوع کا حکم ہے۔ لہذا اولی الامر
وہ ہوگا جس کی اطاعت ہر حالت میں ضروری ہے۔ اور وہ رسولؐ کی اطاعت کے

مطابق ہوگا۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کے وقت میں کوئی
اولی الامر موجود تھا۔ اسلئے اطیعوا الرسول کے بعد اولی الامر کا جملہ قرآن میں ہے۔ اس سے
یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ اولی الامر سے مراد بادشاہ وقت نہیں ہے۔ بلکہ اولی الامر خدا
اور رسول کا مقرر کردہ ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ کے زمانے میں جس اولی الامر کی طرف رجوع
کا حکم تھا اور رسول کا مقرر کردہ تھا وہی اولی الامر ہوگا کیونکہ وہ معزول نہیں ہو سکتا ہے
اور اولی الامر چونکہ [illegible] الامر میں یگو نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے علم میں سوائے
جناب امیر کے کوئی اتنا بڑا عالم نہ تھا۔ جو کہ دعویٰ کرتا۔ سلونی قبل ان تفقدونی:
پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھ کو نہ پاؤ۔ اتنا بڑا دعویٰ اور کوئی نہ کر سکا۔ اور پھر دعوے
کے مطابق ہمیشہ کسی معاملہ میں بیں سوچنے کی ضرورت نہ پڑی جس مسئلہ کو کوئی نہ حل
کر سکا۔ ہمیشہ آپ حل کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ ہلاک ہو جاتے۔ کیونکہ جو بات حضرت
[illegible] عمرؓ نہ حل کر سکتے تھے۔ تو حضرت علی حل کر کے اس مشکل کو دور کرتے تھے۔ کیونکہ امت
کے والی تھے اور اسلام آپ ہی کی ذات سے ترقی کر رہا تھا۔ اسلئے بعد رسول اگرچہ لوگ بادشاہ بن
گئے۔ اور لوگوں نے اپنی خواہش کے مطابق بادشاہ بنا لیا۔ لیکن کسی بادشاہ نے اپنے کو
خلیفۃ الرسول نہیں کہا۔ بلکہ امیر کہدیا یا لفظ خلیفہ لوگوں نے استعمال کر لیا۔ لیکن کسی کو
جرأت نہ ہوئی کہ دعویٰ کرتا کہ میں خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ الرسول ہوں۔ لیکن حضرت علیؑ
ہمیشہ کہتے رہے۔ کہ میں خلیفۃ الرسول ہوں اور اولی الامر ہوں اور لوگوں نے بھی
کثرت سے اس قسم کی روایتیں لکھی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ بادشاہت نہ ہونے
سے اولی الامر کا عہدہ جو خدا کی طرف سے ہے وہ نہیں ٹوٹتا۔ آج [illegible] ہے
کہ بارہ امام یا بارہ خلفاء بعد رسول ہوئے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ کی پیشینگوئی تھی۔

اس پیشگوئی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اور لوگ اس پہ ایمان رکھتے۔ شیعہ فرقہ
توصرف اس بات پہ ایمان رکھتا ہے۔ کہ بارہ امام اللہ نے رسولؐ کے ذریعہ سے مقرر فرما
دیئے ہیں۔ کیونکہ قرآن میں آیت ہے۔ وجعلنا للمتقین اماما :۔ اور قرار دے
ہم نے متقین کے لئے امام اس دعا کو سب ہی پڑھتے ہیں۔ لیکن امامت تو بقول خدا
لاینال عھدی الظالمین (ظالم کبھی امام نہ ہونگے۔ سوائے معصوم کے کوئی نہ ہوگا
اسلئے اس دعا کے ہوتے ہوئے۔ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعد رسول اللہؐ یہ دعا کسی
نہ کسی کے لئے قبول ہوئی ہے۔ اگر قبول ہوئی ہے۔ تو وہ کون تھے۔ اس کو ظاہر فرمانے کے
لئے سرکار دو عالم نے پیشگوئی فرمائی۔ کہ میرے امت میں بارہ امام یا بارہ خلفا ہونگے۔
شیعوں کے نزدیک تو بارہ امام اول امام حضرت علیؑ دوم امام حسنؑ سوم امام حسینؑ
اور نو ۹ امام حسینؑ کی اولاد میں ہوئے۔ آخر امام مہدی ہیں۔ جو مشہور ہیں۔ یہ امام حسینؑ
کی اولاد سے ہیں۔ ان بارہ اماموں کے علاوہ شیعہ کسی کو امام نہیں مانتے۔ چونکہ بائبل
میں حضرت اسماعیل کی اولاد میں بارہ سردار ہونے کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور سرکار دو عالم
نے بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ میرے بعد بارہ خلفا یا بارہ امام ہونگے۔ اسلئے لوگ مجبور
ہو گئے۔ بعد بارہ خلفاء کی فہرست بنائیں۔ لوگوں نے بارہ اماموں کو چھوڑ کر جو فہرست
بنائی ہے۔ وہ اکثر اہل سنت کا اس پر عقیدہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بارہ خلفا سے مراد
وہ لوگ ہیں جو کہ تمام مسلمانوں نے مل کر اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ مثلاً چاروں خلیفا کے
بعد امیر معاویہ پھر یزید پھر عبد الملک اور اس کے چار بیٹے ولید وغیرہ بلکہ یہاں تک کہ عمر بن
عبد العزیز ہوا۔ یقین نہ ہو۔ تو دیکھیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی و سیوطی و تاریخ الخلفاء وغیرہ
ظاہر ہے۔ کہ بنی امیہ جیسے فاسق و فاجر کو رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق بارہ امام یا بارہ

خلفاء سمجھنا اور خدا کا انعام برائے امت سمجھنا کہاں کی دینداری ہے

اس لئے اہم تو ار بلکہ اللہ کے ڈرنے والے علماء اہل سنت بھی ان بارہ اماموں کو خلیفۃ الرسول اور اولی الامر مانتے ہیں۔ جو کہ طیب و طاہر تھے۔ اور رسول اللہ کے مقرر کردہ تھے

اول امام حضرت علیؑ وحسنؑ وحسینؑ۔ اور امام حسینؑ کے نو بیٹے یکے بعد دیگرے ان علماء اہل سنت کا اعتقاد ہے۔ جو کہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ بیقین نہ ہو تو دیکھیں۔ انوار اللغت مولوی وحید الزمان پارہ ۲ صفحہ ۲۷۔ والسماء ذات البروج قال اما السما فانا واما البروج فالائمۃ بعدی اولہم علی آخرھم المھدی:۔ یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ میں آسمان ہوں اور ائمہ برج ہیں۔ اول علیؑ ہیں۔ اور آخر امام مہدی ہیں۔ اور جن لوگوں نے بنی امیہ کو امام مانا ہے۔ انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ کیونکہ بنی امیہ اور عباسیہ اکثر فاسق وفاجر تھے۔

بعد رسول اللہ امامت سے مراد روحانی امامت ہے۔ جو کہ پاکیزہ ہے۔ نہ کہ دنیاوی بادشاہت۔ حقیقت یہ ہے اسی قسم کی عبارت اور علماء اہل سنت نے لکھیں ہیں۔ جو کہ درست ہیں۔ ان کے علاوہ جن لوگوں نے اہل بیت رسالت کی دشمنی سے یا دنیاوی لالچ کی وجہ سے یا اپنے زمانہ کے خلفاء جور کے خوش کرنے کے لئے بارہ حقیقی اماموں کو چھوڑ کر غیروں کو امام بنا بیٹھے ہیں۔ انہوں نے جو کہ امامت من جانب اللہ تھی اس کا مذاق اڑایا۔ اور وہ یقیناً گناہ گار ہیں۔

ہم شیعوں کا ابتدا سے یہی ایمان ہے۔ کہ امامت بھی نبوت کی طرح سے معصوموں کے لئے ہے۔ جو کہ من جانب اللہ ہے۔ غیر معصوم امام نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم غیروں کے لئے مبالغہ کر کے امام کا لفظ استعمال نہیں کرتے

تمت بالخیر

فقط والسلام

احقر العباد۔ ناصر حسین

نوٹ: اپنے مطالعہ کے بعد دیگر حضرات کو پڑھائیں۔

مزید ضرورت کیلئے کارڈ بھیج کر منگا سکتے ہیں۔

(مدینہ پرنٹنگ پریس انگسن روڈ لاہور)